عصری معاشرت میں اخوت کی تشکیل کے محرکات اور اس کے ثمرات

Motivations for the Formation of Brotherhood in Modern Society and its Fruits

Naveed Iqbal

PhD Scholar, Islamic Studies Department, NUML, Islamabad

Hafiz Jamshaid Akhtar

PhD Scholar, Arabic & Islamic Studies Department, Sargodha University Sargodha

ABSTRACT

Contemporary age of evil need to be reshaped under the Golden Principles of Islamic Brotherhood devised by Holy Prophet (PBUH),because when study the Life of Holy Prophet (PBUH) we come to the conclusion that after Madina Migration, interpersonal relation among the Disciples was based on Heroic characteristics of Sincerity, Sacrifice, Charity Affection and Forgiveness. Which ensured the establishment of exemplary peaceful and prosper state. So the practices of Brotherhood is the need of hour. As the piousness and purity befits in both worldly as well as afterwards countless blessings.

Keywords: Brotherhood, Modern Society, Holy Prophet. Charity.

تعارف

عصری پُر فتن معاشرت کو سیرت طیبہ کی روشنی میں اسلامی اخوت کے ماحول میں ڈھالنا بہت ضروری ہے کیونکہ سیرت نبویؐ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مواخات مدینہ کے بعد صحابہ کرام کا باہمی رابطہ بہت ہی عمدہ محاسن اخلاق مثلاً: ایثار، اخلاص، احسان، الفت ومحبت اور عفو و درگزر وغیرہ جیسے اوصاف سے متصف ہو گیا تھا جس کی بدولت مدینہ میں مقیم امت مسلمہ کے فرزندان توحید کی فضا پُر امن بن گئی تھی۔ لہٰذا دور حاضر میں اخوت کی تشکیل کے محرکات اور اس کے ثمرات کی اہمیت کو امت مسلمہ میں متعارف کروانے کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ صالح اور مخلص لوگوں سے بھائی چارے اور محبت کے فوائد بے شمار ہیں چند اہم ثمرات ذیل میں بیان کئے جا رہے ہیں:

(1) صالح مواخات کے اثرات

عصری معاشرت میں اخوت کی تشکیل کو سیرت طیبہ کی روشنی میں ضرور ممکن بنانا چاہئے کیونکہ صالح اور مخلص بھائی سے رشتہ اخوت میں منسلک ہونا دارین کی حقیقی سعادت وفلاح ہے۔ علماءِ تربیت فرماتے ہیں کہ انسان کسی کو نمونہ بنانے سے، گفتگو اور نصیحت کی نسبت جلد متاثر ہوتا ہے۔ نیک بھائی آپ کے دین اور دنیا کے لئے ہر لحاظ سے نفع مند ہے۔ سیدنا ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:

''المؤمن ان ما شیته نفعک وان شاورته نفعک وان شارکته نفعک وکل شیء من امره منفعة''[1]

'' مومن کے پاس اگر تو چل کر جائے تو وہ تجھے نفع پہنچائے گا، تو اس سے مشورہ کرے، وہ تجھے نفع دے گا، اگر تو اس سے شراکت کرے گا تو وہ تجھے نفع دے گا، حتیٰ کہ اس کے ہر کام میں نفع ہی نفع ہے''

دوسری حدیث میں ہے:

''مثل المومن مثل النخلة ما اخذت منها من شیء نفعک''[2]

'' مومن کی مثال کھجور کے درخت جیسی ہے کہ تو اس کی جو بھی چیز حاصل کرے گا وہ تجھے نفع دے گی''

روایات بالا سے واضح ہوا کہ نیک احباب کی رفاقت اور پھر ان سے رشتہ اخوتِ اسلامی میں منسلک ہو جانے سے ہر انسان واقعتاً دین و دنیا کی خیر وحسنات کا مستحق بن جاتا ہے۔

(2) علم و عمل کی اصلاح

دورِ جدید میں اخوت کی تشکیل کے لئے بنیاد علم و تقویٰ ہے جو اپنے اندر کئی ثمرات کو چھپائے ہوئے ہے، مثلاً: مخلص اور صالح بھائی سے مواخات کی بدولت انسان کے دینی اور مفید علم میں اضافہ ہوتا ہے اور پھر بھائی کی صحبت میں رہنے کیوجہ سے اگر کسی جگہ کردار میں خامی ہو تو بھائی خیر خواہی کی بنیاد پر اس کی اصلاح کر دیتا ہے گویا دینی اخوت کی بنیاد پر علم و عمل دونوں میں بہتری آتی ہے۔ کیونکہ جب آپ اپنے اعمال واطوار کا نیک بھائی کے ساتھ مقابلہ کریں گے تو اس کی ہم نشینی آپ کو اپنی خامیاں دور کرنے پر آمادہ کرے گی۔ خاتم الرسل ﷺ نے سیدنا ابوذر غفاری سے فرمایا:

''یا اباذر! المتقون سادة والفقهاء قادة و مجالستهم زيادة''[3]

'' اے ابوذر! جو پرہیز گار، بزرگوار، فقیہہ، پیشوا اور قائد ہیں، ان کی مصاحبت، علم و فضیلت میں اضافے کا سبب ہے''

گویا نیک مجلس سے متعدد دینی و علمی فائدے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ جناب ابوجحیفہ نقل کرتے ہیں کہ محبوب خداؐ نے سیدنا سلمان فارسی اور سیدنا ابوالدرداء کے درمیان مواخات کروائی۔ ایک بار سیدنا سلمان، ان کی ملاقات کے لئے گئے تو دیکھا کہ ان کی اہلیہ اُم الدرداء پراگندہ حالت میں ہیں۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ سیدنا ابوالدرداء کو تو دنیا سے کوئی سروکار ہی نہیں۔ کچھ دیر بعد سیدنا ابوالدرداء تشریف لے آئے۔ کھانا تیار کیا گیا تو سیدنا ابوالدرداء نے کہا میں روزے سے ہوں، اس پر سیدنا سلمان نے کہا: جب تک آپ نہ کھائیں گے میں بھی نہ کھاوں گا۔ اس پر سیدنا ابوالدرداء نے کھانا کھالیا۔ جب رات ہوئی تو سیدنا ابوالدرداء عبادت کے لئے قیام فرمانے لگے تو سیدنا سلمان نے فرمایا: ابھی سوتے رہو۔ پھر کچھ دیر بعد کھڑے ہونے لگے پھر انہیں سلا دیا۔ جب لیل کا پچھلا پہر ہوا تو سیدنا سلمان نے فرمایا: اب اُٹھیے۔ پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ پھر سیدنا سلمان نے فرمایا: ' آپ پر آپ کے رب کا، آپ کی جان کا اور آپ کے اہل خانہ سب کا حق ہے۔ صاحب حق کو اس کا حق ادا کرو' پھر نبی محتشم ﷺ کے حضور اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: سلمان نے سچ کہاہے۔[4]

درج بالا آثار و واقعہ سے پتہ چلا کہ مخلص اور دینی مزاج کے حامل انسان سے بھائی چارہ قائم ہونے کے بعد ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے بھائی کی ہر ممکن خیر خواہی کریں اسے دینی علم سے مستفید کریں، اس کے اعمال صالح اور سیرت و کردار پر نظر رکھیں جہاں سُقم نظر آئے وہاں اس کی عزت نفس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی اصلاح کریں، تاکہ وہ علم

وعمل میں بہتر سے بہترین بن جائے اور دینی ودنیوی نقصانات سے بھائی کو بچا کر اسے ہر دو جہاں کے فوائد وثمرات سے مالامال کیا جائے۔ الغرض مواخات کا ایک اہم ثمرہ اپنے بھائی کے علم وعمل میں بہتری لانا ہے۔

(3) گناہوں سے ڈھال

عصری معاشرت میں اخوت کی تشکیل میں ایک اہم بنیادی امر خوف خدا اور صلحاء کی رفاقت ہے کیونکہ انسان کی حالت ہر وقت یکساں نہیں رہتی۔ اس لئے بسا اوقات نیک آدمی بھی حدود سے تجاوز کر سکتا ہے، مگر نیک بھائیوں کی موجودگی اس کو گناہوں سے باز رکھتی ہے۔ سیدنا ابو مسعود بدری کہتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا کہ ایک آواز سنائی دی مگر غصہ کی وجہ سے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد آپؐ میرے قریب آئے اور فرمانے لگے:

''اعلم أبا مسعود أن الله أقدر عليك منك على هذا الغلام''[5]

'' ابو مسعود! جان لو کہ تیری اس غلام پر طاقت سے اللہ تعالیٰ کی تجھ پر زیادہ طاقت ہے''

جس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اس کے بعد میں کبھی بھی غلام کو نہیں ماروں گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے اس غلام کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا۔

حدیث آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ذکر کی مجالس کی تلاش میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ جب انہیں کوئی ذکر کی محفل مل جاتی ہے تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور ان لوگوں کو اپنے پروں سے آسمانِ دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔ مجلس کے اختتام پر یہ فرشتے ملاء اعلیٰ کی طرف چلے جاتے ہیں تو اللہ جاننے کے باوجود ان سے سوال کرتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین میں تیرے ایسے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیرا ذکر کر رہے تھے اور تجھ سے جنت کے طلبگار تھے، جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی چاہت ان کو عطا فرمانے کا اعلان کر دیتے ہیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ان میں ایک اجنبی گناہ گار شخص بھی تھا جو گزرتے گزرتے بیٹھ گیا۔ رب کائنات نے اسے بھی معاف کر دیا کیونکہ:

''هم القوم لا يشقى بهم جليسهم''[6]

'' یہ ایسی جماعت اور مجلس ہے جن کا دوست اور ساتھی بھی محروم نہیں رہتا''

درج بالا روایات سے واضح ہوا کہ رشتہ اخوت میں منسلک ہونے کے بعد ایک انسان جہاں خوف خدا کی بدولت خود گناہوں سے کنارہ کشی کرتا ہے وہاں اسے اپنے بھائی کو احترازِ گناہ کا کہتے رہنا چاہئے بلکہ گناہوں کے اثرات بد کے

نقصانات بتا کر اس نحوست سے بچانے کے لئے اس کی دینی تربیت کرے تا کہ وہ گناہوں سے اجتناب کرے۔ الغرض مواخات کا فائدہ یہ ہے کہ صالح بھائی انسان کے لئے گناہوں سے ڈھال ہے۔

(4)غائبانہ دعائیں اور خیر خواہی

عصر حاضر میں اخوت کی تشکیل کو یقینی بنانے کے لئے بھائی کو اپنی دعاوں میں یاد رکھنا اور اس کی خیر خواہی کرنا بھی ضروری امر ہے اور یہ حقیقیت ہے کہ اچھے اور دیندار بھائی ایک دوسرے کے لئے وقتاً فوقتاً دُعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا جتنا زیادہ نیک بھائیوں سے تعلق ہو گا اتنی ہی زیادہ غائبانہ دعاوں کے مواقع ملیں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان ہے کہ ایک رات آپ ﷺ تہجد کے لئے اٹھے تو مسجد سے سیدنا عبادؓ کی نماز پڑھنے کی آواز سنی تو پوچھا کہ کیا یہ عباد ہی کی آواز ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو ابو القاسمؐ نے یوں دعا فرمائی:

" اے اللہ !عباد پر رحم فرما"[7]

بلاشبہ آپ نیک ہم نشینوں کی غائبانہ دعاوں سے اپنی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی نفع حاصل کرتے رہیں گے، کیونکہ نیک بھائیوں کی یہ خوبی ہے کہ وہ دوسروں کو اپنی دعاوں میں یاد رکھتے ہیں۔ ارشاد نبویؐ ہے:

''دعوة المرء المسلم لأخيه بظهر القلب مستجابة، عند راسه ملک موکل کلما دعا لأخيه بخير، قال الملک الموکل به آمين ولک بمثل''[8]

" مسلمان آدمی کی عدم موجودگی میں اپنے بھائی کے حق میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کے سر کے قریب ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے۔ جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو مقرر کردہ فرشتہ کہتا ہے آمین! اور اللہ تعالیٰ تجھے بھی اس کے مثل عطا فرمائے"

مذکورہ بالا روایات سے واضح ہوا کہ عصر حاضر میں اخوت کی تشکیل خیر خواہی اور صالحیت کی بنیاد پر ہونی چاہئے کیونکہ صالح رفقاء اپنے بھائی کے لئے خیر خواہ ثابت ہوتے ہیں اور اسے اپنی دعاوں میں یاد رکھتے ہیں۔

(5) باہمی حوصلہ افزائی اور معیت خداوندی

عصر حاضر میں اخوت کی تشکیل رضا الٰہی کی بنیاد پر ہونی چاہئے جس کی بدولت ایک انسان اپنے بھائی کے لئے ہمیشہ حوصلہ افزا گفتگو کر کے اس کی ہمت بڑھاتا ہے اور اسے احساس تنہائی کی بجائے خدائی معیت کی یقین دہانی کراتا ہے۔ سفر ہجرت کے دوران غار ثور میں جب سیدنا ابو بکر صدیق نے پریشانی کا اظہار کیا تو آپؐ نے انہیں اللہ کی معیت کی

یقین دہانی کرواتے ہوئے ان کا حوصلہ بڑھایا، حدیث مبارکہ میں ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ اگر کفار مکّہ جھک کر دیکھیں تو ہمیں پکڑ لیں گے۔ آپؐ نے فرمایا:

''یا أبا بکر ما ظنک باثنین الله ثالثهما؟''[9]

'' اے ابو بکر! (پریشان کیوں ہو) آپ کا کیا گمان ہے ان دو کے بارے میں جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے''

سیدنا موسیٰؑ کی قوم نے بھی جب لشکر دیکھا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو بس پکڑے گئے۔ تب موسیٰؑ نے کہا:

'' اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ، قَالَ كَلاَّاِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ سَيَهْدِيْن''[10]

'' ہم ہرگز پکڑے نہیں جاسکتے ہمارے ساتھ ہمارا اللہ ہے''

عصری معاشرت میں اخوت کی تشکیل کے محرکات میں باہمی حوصلہ افزائی اور خدائی معیت کے احساس کو اجاگر کرنے پر ہونی چاہئے جس کی بدولت کوئی فرد اپنے بھائی کے لئے حوصلہ شکنی کی بجائے ہمیشہ تسلی و تشفی کا باعث بنتا ہے اور پھر اس کے ساتھ مفاد پرستی کے تعلق کو برقرار رکھنے کی بجائے رضائے الٰہی کی خاطر تعلق کو فروغ دے گا۔ گویا اخوت اسلامی کے ثمرات میں سے نمایاں فائدہ یہ ہوگا کہ بھائی کے لئے آپ کی اخوت حوصلہ افزا ثابت ہوگی۔

(6) یادِ الٰہی اور محبتوں کا حصول

زمانہ موجود میں اخوت کی تشکیل کے محرکات میں یاد الٰہی اور باہمی محبت ہے جس کی بنا پر باہمی اخلاص پر مبنی محبت والفت پروان چڑھتی ہے اور اگر کوئی ایک شخص ذکر الٰہی میں غفلت برتتا ہو تو دوسرے بھائی کی صحبت میں یاد الٰہی تازہ ہو جاتی ہے ویسے بھی نیک بھائیوں کو دیکھنے کی تاثیر یہ ہے کہ دیکھنے والا ان میں نور ایمان، حسن سیرت، ہدایت، نیکی کی شہرت اور ہیبت الٰہی دیکھتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہؐ کا فرمان ہے:

''اولیاء الله تعالیٰ الذین اذا رؤوا ذکر الله تعالیٰ''[11]

'' اللہ تعالیٰ کے دوست وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آجائے''

ایک حدیث مبارکہ کے الفاظ یوں ہیں:

''ألا انبئکم بخیارکم؟ قالوا بلی یا رسول الله قال خیارکم الذین اذا رؤوا ذکر الله عزوجل''[12]

'' کیا میں تمہیں بہترین لوگوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں یا اے رسول خداؐ! آپؐ نے فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات یاد آجائے''

اسی طرح نیک بھائیوں کی ہم نشینی رضائے الٰہی کے حصول کا سبب بنتی ہے۔ سیدنا معاذ نے فرمایا: اے لوگو! ایک خوشخبری سنو، نبی مکرمؐ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین والمتزاورین فيّ والمتباذلین فيّ''[13]

'' میری محبت ان لوگوں کولازمی طور پر حاصل ہو گی جو میری خاطر آپس میں محبت رکھتے ہیں، جو میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں، جو میری خاطر ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہیں اور میری خاطر ایک دوسرے کے لئے خرچ کرتے ہیں''

مذکورہ روایات سے واضح ہوا کہ عصر حاضر میں اخوت کا ایک اہم فائدہ باہمی الفت ومحبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت اور ذکر الٰہی کی یاد دہانی ہے۔ یہ فائدہ تب حاصل ہو گا جب بھائی صالح ہو گالہذا بھائی چارے کے لئے ہمیشہ نیک انسان کا انتخاب کرنا چاہیئے جس کی صحبت دنیوی واخروی ہر دو جہاں میں نفع بخش ہے۔

(7) قرآنی راہنمائی اور صحیح مشاورت

صالح بھائی قرآن کے مطابق راہنمائی کرتے ہیں۔ سیدنا عمر بن خطاب اپنی مجلس شوریٰ کا انتخاب قرآن جاننے والوں سے ہی کرتے تھے جو انہیں اللہ کی یاد دلاتے اور علم میں اضافہ کرتے تھے۔ سیدنا ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عیینہ بن حصن اپنے چچازاد بھائی حر بن قیس (جو سیدنا عمر کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے) کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے بھی سیدنا عمر کے پاس داخل ہونے کی اجازت دلوادیں۔ انہوں نے اجزت دلوادی۔ عیینہ نے وہاں پہنچ کر اچانک تقریر شروع کر دی:

''اے ابن خطاب! آپ ہمیں معقول امداد نہیں دیتے اور نہ ہمارے ساتھ انصاف سے پیش آتے ہیں''

اس سے سیدنا عمر کو غصہ آگیا اور اس کے بارے میں کچھ ارادہ کیا ہی تھا کہ حر بن قیس بول اٹھے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے کہہ دیا تھا:

''خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْن''[14]

'' (اے رسولؐ!) درگزر سے کام لیں، نیک کاموں کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں''

اور یہ (عیینہ بن حصن) بھی تو ایک جاہل ہی ہے۔ اللہ کی قسم! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فوراً وہیں رک گئے اور آپ آیات قرآنی پیش ہونے پر فوراً رک جایا کرتے تھے۔[15]

اس موقع پر سیدنا عمر کے حسن انتخاب کو داد دی جا سکتی ہے جنہوں نے اپنی مجلس میں قرآن سے راہنمائی حاصل کرنے والوں اور قرآن سمجھنے والوں کو شامل کر رکھا تھا۔

صالح اور با کردار لوگوں سے بھائی چارہ قائم کرنے کا اس پر فتن دور میں ایک فائدہ یہ ہے کہ وہ بے حیائی و فحاشی پر مبنی ناول وڈائجیسٹ کے مطالعہ کی بجائے اپنے بھائی کو قرآن مجید کی رہنمائی کریں گے اور اسی کتاب کے احکام و مسائل کی روشنی میں اس کی دنیوی زندگی کے مسائل کے حل کو پیش کریں گے اور کسی بھی اہم معاملہ کے وقت صحیح اور مفید مشورہ دیں گے۔

(8)عبادات اور دیگر اعمال صالحہ میں رغبت

عصری معاشرت میں بھائی چارے کی تشکیل کے محرکات میں اعمال صالحہ کو بنیاد بنانا چاہئے کیونکہ نیک بھائی کے علم، عبادت، دعوت اور کردار کا یہ اثر ہو گا کہ اپنے نفس اور عمل کے متعلق آپ کی خود پسندی دور ہو جائے گی۔ اور علم حاصل کرنے کا شوق، عبادات کا اہتمام اور دیگر نیک اعمال میں آپ کی رغبت بڑھ جائے گی۔ سیدنا عمر بن خطاب نے ایک بار رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ترغیب پر اپنا نصف مال پیش کر دیا مگر جب سیدنا ابو بکر کو دیکھا کہ وہ سارا ہی مال لے آئے ہیں تو انہیں احساس ہوا کہ میرا مال کم ہے۔

سیدنا عمر کا بیان ہے کہ رسول کریمؐ نے صدقہ و خیرات کا فرمان جاری کیا۔ ان دنوں میں خوشحال تھا۔ میرا خیال ہوا کہ اب میں ابو بکر سے آگے نکل جاوں گا اور اپنا آدھا مال دربار نبوت میں پیش کر دیا۔ آپؐ کے استفسار پر بتایا کہ میں نے اپنے گھر کے لئے آدھا مال رکھا ہے۔ اتنے میں ابو بکر اپنا سارا مال لے کر آگئے اور رسول کریمؐ کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ انہوں نے گھر میں صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام ہی چھوڑا ہے۔ تو مجھے یقین آگیا کہ ابو بکر سے کبھی کوئی بازی نہیں جیت سکتا۔[16]

صالح اور حسن سیرت کے حامل افراد سے بھائی چارے کا عصر حاضر میں ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ جیسے وہ خود عبادت گزار ہوتے ہیں وہ اسی طرح خواہشمند ہوتے ہیں کہ ان کی صحبت میں رہنے والے دیگر تمام افراد بھی باکردار، حسن سیرت اور صالح اعمال کے حامل ہوں، لہذا عصری معاشرت میں مواخات کے لئے باکردار اور صاحب سیرت لوگوں کا انتخاب کرنا چاہئے تاکہ ان کی ہم نشینی کی بدولت عبادت اور دیگر اعمال صالحہ کا پابند بنا جاسکے۔

(9)آسودگی میں زینت اور مصیبت میں ڈھارس

نیک ہم نشین آسودگی میں آپ کی زینت اور مصیبت و آزمائش میں اس سے نمٹنے کے لئے آپ کو تیار کرنے کا موجب ہیں۔ ان کی آراء اور مشوروں سے آپ کا دل روشن ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور کہنے لگے:

"تم میرے غم کا مداوا ہو"[17]

صلح حدیبیہ کا معاہدہ جب پایہ تکمیل کو پہنچا تو رسول اللہؐ نے اعلان فرمایا:

"قوموا فانحروا ثم احلقوا"

" تمام لوگ اپنے اپنے قربانی کے جانور ذبح کر کے احرام کھول دیں"

لیکن صلح کی صورت میں اس خلاف توقع اور اُمید سے بر عکس حالات کی تبدیلی سے تمام صحابہ کرام ششدر اور حیران و پریشان ہو چکے تھے۔ کسی نے بھی احرام نہ کھولا۔ آپؐ نے اس کا تذکرہ اپنی زوجہ سیدہ اُم سلمہ سے کیا تو انہوں نے (بڑا صائبانہ، حقیقت پسندانہ اور نفسیات کے اصولوں کے عین مطابق) مشورہ دیا کہ آپؐ ہی پہل کریں، قربانی کریں اور احرام کھول دیں۔ رسول کریم ﷺ اٹھے۔ جانور ذبح کرنے کے بعد سر منڈانے کی دیر تھی کہ سارے صحابہ گویا گہری نیند سے جاگ اٹھے ہوں۔ سب نے قربانی کی اور سر منڈا کر احرام کھولنا شروع کر دیا۔ سیدہ اُم سلمہ نے کس بہترین انداز میں آپؐ کی پریشانی کا خاتمہ کیا۔ سیدنا عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے:

" دوستوں کے ساتھ ملاقات کرنا بہت سے غموں کو ختم کر دیتا ہے"[18]

درج بالا روایات و آثار سے واضح ہوا کہ صالح بھائی خوشحالی اور آسودگی میں زینت کا باعث بنتے ہیں جبکہ مصیبت و غم کی گھڑی میں وہ پشت پر سہارا بن کر کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے بھائی کو تنہا ہونے کا احساس پیدا نہیں ہونے دیتے بلکہ اس کے لئے حسب استطاعت ہر ممکن تعاون کرتے ہیں اور مشکل کے لمحہ میں حفاظتی سایہ بن کر ساتھ رہتے ہیں۔ آج کے پر فتن اور مصروف ترین دور میں اسلامی اخوت کی تشکیل کا یہ سب سے بڑا فائدہ ہے۔

(10) جنت کی بشارت اور صالح بھائیوں کی معیت

نیک لوگوں کے ساتھ آپ کی ہم نشینی واُخوت آپ کے لئے ان لوگوں میں داخل ہونے کی ضمانت بن جائے گی جن پر قیامت کے دن نہ کوئی ڈر ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَلْاَخِلاَّءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ"[19]

" آج کے دن صاحبانِ تقویٰ کے سوا تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے"

جو آدمی صالح رفقاء سے محبت کرتا ہے اس کا حشر بھی ان ہی کے ساتھ ہو گا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اس آدمی کا کیا حال ہو گا جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان تک پہنچ نہیں پاتا۔ اس پر آپؐ نے کہا:

" آدمی کا حشر اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا"[20]

حضرت انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا: اے نبیؐ! قیامت کب قائم ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ تو بکثرت ادا نہیں کرتا لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت ضرور کرتا ہوں۔ اس پر آپؐ نے کہا:

''انت مع من احببت''[21]

" تو ان کی معیت میں ہو گا جن سے محبت کرتا ہے"

سیدنا انس فرماتے ہیں کہ ہم کسی چیز سے اتنے خوش نہ ہوئے جتنا کہ رسول اللہ کے اس فرمان سے ہوئے۔

نیک بھائیوں کی زیارت کے لئے جانے کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت کے سوا کچھ اور نہیں۔ سیدنا انس بن مالک نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے جنتی مردوں کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ضرور بتائیں! تو آپؐ نے فرمایا:

''النبی فی الجنة والصدیق فی الجنة والرجل یزور أخاه فی ناحیة المصر لا یزوره الا للّٰہ فی الجنة''[22]

" نبی جنت میں ہوں گے، صدیق بہشت میں ہوں گے اور وہ آدمی بھی جنت میں ہو گا جو شہر کے کسی کونے میں رہنے والے اپنے بھائی کی زیارت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے"

صالح بھائی کی معیت جہاں دنیا میں اطمینان کا باعث بنتی ہے وہاں اخروی فوائد کی بھی متحمل ہے۔ گویا فی زمانہ اخوت کی تشکیل کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان کی صحبت کی بدولت انسان میں اعمال صالحہ اور عقائد صحیحہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ جنت کا حقدار بن جاتا ہے اور پھر جنت میں بھی ان کی مجلس میں حاضری کا موقع ملا کرے گا۔

خلاصہ بحث

"عصری معاشرت میں اخوت کی تشکیل کے محرکات اور اس کے ثمرات" انتہائی اہم عنوان ہے کیونکہ دور جدید کے افراد بیشمار سماجی مسائل میں مبتلا ہیں جس کی بدولت خود غرضی، حرص و حوس، دہشت گردی، مادہ پرستی اور لادینیت

جیسے رذائل اخلاق بڑی سرعت کے ساتھ احبابِ معاشرہ میں داخل ہو کر انہیں بے سکونی کی کیفیت میں مبتلا کئے ہوئے ہیں، لہٰذا انسانیت کو آج پھر مواخات مدینہ کی یاد تازہ کرنی ہو گی اور بھائی چارے کی تشکیل کے اہم محرکات مثلاً: صالحیت، علم و عمل، اجتناب اثم، خیر خواہی، غیبی دعائیں، باہمی حوصلہ افزائی، رضائے الٰہی کی خاطر الفت و محبت، مصیبت میں ڈھارس اور صلحاء کی رفاقت جیسے اوصاف کو نمایاں کر کے ان کی ترویج واشاعت کو ہر ممکن یقینی بنانا ہو گا تا کہ دوبارہ پھر افرادِ معاشرہ اور سماج میں سیرت طیبہ کی روشنی میں اخلاص وایثار، احسان وعفو و در گزر جیسے دل و دماغ کے حامل افراد کو تیار کیا جاسکے۔

مآخذ

[1] ۔اصفہانیؒ، ابونعیم احمد بن عبد اللہ شافعی (امام) 430ھ، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء (بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1997ء) 8/129۔

[2] ۔البانیؒ، محمد ناصر الدین (علامہ) م1999ء، صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ (بیروت، دارالکتب العلمیہ) حدیث نمبر: 5848۔

[3] ۔یزدی، محمد تقی مصباح (آیت اللہ)، محمد پیغمبر اسلام ﷺ کلمات قصار (ایران، مجمع جہانی اہلبیت) 1/102۔

[4] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (الریاض، دار السلام، 1999ء) حدیث نمبر: 1968۔

[5] ۔قشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح (الریاض، دار السلام، 2000ء) حدیث نمبر: 1659۔

[6] ۔قشیری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر: 2689۔

[7] ۔بخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر: 2655۔

[8] ۔قشیری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر: 2733۔

[9] ۔بخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر: 3653۔

[10] ۔سورۃ الشعراء (26): 62-61۔

[11] ۔البانیؒ، صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ، حدیث نمبر: 2557۔

[12] ۔ابن ماجہؒ، محمد بن یزید، السنن، (الریاض، دار السلام، 1999ء) حدیث نمبر: 4119۔

[13] ۔ النوویؒ، ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی (امام) م676ھ، ریاض الصالحین (لاہور، دارالسلام) حدیث نمبر: 387۔

[14] ۔ سورۃ الاعراف (7): 199۔

[15] ۔بخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر: 4642۔

[16] ۔ابو داود، سلیمان بن اشعث، السنن (الریاض، دار السلام، 1999ء) حدیث نمبر: 1678۔

[17] ۔ابن حبانؒ، ابو حاتم محمد البستی (امام)، روضۃ العقلاء، ترجمہ، مفتی ثناء اللہ محمود (لاہور، بیت العلوم، 2006ء) ص: 92۔

[18] ۔الماوردیؒ،ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب م450ھ،البغیۃالعلیافی ادب الدنیاوالدین،ترجمہ،مفتی ثناءاللہ محمود(لاہور،بیت العلوم) ص:276۔

[19] ۔سورۃالزخرف(43):67۔

[20] ۔بخاری،الجامع الصحیح،حدیث نمبر:6169۔

[21] ۔قشیری،الجامع الصحیح،حدیث نمبر:2639۔

[22] ۔البانیؒ،صحیح الجامع الصغیروزیادتہ،حدیث نمبر:2604۔